7 th Edition

July,2012

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

(سورۃ الاحزاب، آیت 21)

سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مردوں کا فطری جلال و جمال

داڑھی مُبارک

The Natural Grace of Men's Personality

اٹامک سائنٹسٹ، انجینئر سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

دعوتِ عمل

انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اسے جہنم سے بچا لیا جائے یہ تمام انبیاء علیہ السلام کی رسالت کا مقصد تھا اور مومنین کے لئے یہ اعلیٰ ترین صدقہ جاریہ ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید کے مضامین سے دنیا کو روشناس کرایا جائے اور عملی نمونہ کے طور پر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو پھیلایا جائے۔ چونکہ لوگوں کے پاس وقت نہیں اور وہ وعظ و نصیحت بھی پسند نہیں کرتے اس لئے فی زمانہ زیادہ مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ کتاب کے ذریعہ خواہ وہ کاغذ پر ہو یا کمپیوٹر پر، لوگوں تک پیغامِ حق کو مسلسل پہنچایا جائے۔ حکمِ ربی ہے: **فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب** "پس تم پر (دوسروں تک اللہ کے پیغام کو) پہنچانا ہے اور ہم پر (سب کا) حساب لینا ہے"۔

رسائل کے ذریعہ تبلیغ کا آغاز جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد کیا اور اپنی حیات طیبہ میں 250 سے زیادہ خطوط لکھے۔ افسوس کہ آج مسلمان اس اہم سنت کو نظر انداز کئے ہوئے ہیں جبکہ عیسائی مشنریاں کتب و رسائل کے ذریعہ دنیا بھر میں مغربی تہذیب کو پھیلا رہی ہیں۔ خصوصاً 9/11 کے بعد ان کوششوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اور دجالی ہراول دستے دنیا کو مسلسل گمراہ کر رہے ہیں اور اسلام کے خلاف سازش پر سازش ہو رہی ہے۔ ان حالات میں تبلیغ اسلام کا کام ہر مسلمان مرد اور عورت پر بالید جہاد فرض ہے۔

اس فرض کی تکمیل میں **دارالحکمت انٹرنیشنل** (القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن) 1986ء سے سائنسی انداز میں دورِ حاضر کے انسان کی سائنگی کے مطابق کتابیں تیار کر رہا ہے۔ انہیں خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں اور گفٹ کے طور پر آگے پیش کریں۔ لیکن اس فرض کی صحیح ادائیگی اس وقت ہوگی جب اسلامی اور عوامی جذبہ کے تحت اللہ کی رضا کی خاطر اسلامی لٹریچر کی تقسیم کو عام کر دیا جائے۔

لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے دارالحکمت کے مستقل ممبر بن کر فری لٹریچر تقسیم کرنے میں مدد کریں۔ دارالحکمت انٹرنیشنل اپنے ممبران کو فری تبلیغی لٹریچر مہیا کرتا ہے، اور ممبران قیمت کی بجائے حسب توفیق اپنے عطیات (Integrated Health Services Account No 0404-01000258) سے اس کام کی اعانت کرتے ہیں۔ ہمیں آپکے اس پرعزم ارادے کا انتظار رہے گا۔

دارالحکمت انٹرنیشنل

C-60، نجم الدین روڈ، F-8/4، اسلام آباد Tel: -051-2282058

Web:- www.darulhikmat.com E-mail:- sbm@darulhikmat.com

7 th Edition

July,2012

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

(سورۃ الاحزاب، آیت 21)

سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مردوں کا فطری جلال و جمال

داڑھی مُبارک

The Natural Grace of Men's Personality

اٹامک سائنٹسٹ، انجینئر سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

کتاب: مردوں کا فطری جمال وجلال، داڑھی مبارک
پہلا ایڈیشن: مارچ 2001ء
چوتھا ایڈیشن: جون 2007ء (Revised)
پانچواں ترمیمی ایڈیشن: مئی 2009ء
چھٹا ایڈیشن: ستمبر 2011ء (Revised)
ساتواں ایڈیشن: جولائی 2012ء (Revised)
تعداد: 2000
نفس مضمون: داڑھی، مردوں کا فطری جمال وجلال، شرعی، روحانی اور طبی حیثیت، تاریخی پس منظر، عورتوں کے بال کٹوانے اور مصنوعی بالوں کے مسائل، مردوں اور عورتوں کی باہمی نقالی کی شرعی حیثیت اور نقصانات
مصنف: سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)
پبلشر: دارالحکمت انٹرنیشنل
A-60 ناظم الدین روڈ، F-8/4 اسلام آباد۔ Tel: 2264102
Web:www.darulhikmat.com
E-mail: sbmahmood1213@yahoo.com
www.facebook.com/Darulhikmat.Tehreekenoor
کمپوزر: سید ذاکت ممتاز، حافظ محمد ندیم مجددی، ملک وقار حسین، شبانہ شاکر
تزئین: محمد اسحاق خان

ہر قسم کے جملہ حقوق بحق
مصنف سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز) محفوظ ہیں۔
البتہ تبلیغ اسلام کیلئے مصنف کی تحریری اجازت کے بعد پوری کتاب یا اس کے کسی حصہ کو
بلا ترمیم چھاپنے، کاپی کرنے یا محفوظ کرنے کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوگا اور قیامت
کے دن انہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (حدیث، مسلم۔ بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

انتساب

☆ اپنے بیٹوں ڈاکٹر عاصم محمود چوہدری، شہزاد محمود چوہدری اور ان تمام نوجوانوں کے نام جنہوں نے بھر پور جوانی میں رواج کو چھوڑ کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت کو زندہ کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ ۝

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو،

اللہ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (سورۃ آلِ عمران، آیت 31)

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	تعارف	9
باب نمبر 1	داڑھی لازمی اسلامی تشخص	10
1.1	فطرت کی آواز	11
باب نمبر 2	جنت کا راستہ	14
2.1	نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ	14
باب نمبر 3	داڑھی کی حرمت	18
3.1	داڑھی کی حرمت پر فقہائے اسلام کے ارشادات	18
3.2	داڑھی نہ رکھنے کے روحانی نقصانات	20
باب نمبر 4	داڑھی منڈھوانے کا تاریخی پس منظر	24
4.1	داڑھی کی مخالفت	24
4.2	برصغیر میں داڑھی کٹوانے کی تاریخ	25
4.3	داڑھی والوں کے خلاف دہشت گردی	26
باب نمبر 5	داڑھی کے خلاف موجودہ عوامل	29
5.1	مغربی تہذیب سے وابستگی	29
5.2	اونچے لوگوں کی نقالی	30
5.3	رواج کا اثر	30
5.4	عادت سے مجبور	31
5.5	سدا جوان رہنے کا خبط	31
5.6	بیگمات کی مخالفت	32

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
33	بعض داڑھی والوں کا بُرا کردار	5.7
33	خود فریبی	5.8
35	آپ کی شخصیت اور داڑھی	باب نمبر 6
38	کلین شیو کے طبی نقصانات	باب نمبر 7
41	مونچھیں اور ان کی شرعی حیثیت	باب نمبر 8
42	شرعی مونچھوں کی مقدار	8.1
44	داڑھی کی مقدار اور زیبائش	باب نمبر 9
45	داڑھی کی مقدار پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال	9.1
46	داڑھی اور بالوں کی صفائی اور بناؤ سنگھار	9.2
48	خضاب اور وسمہ کا استعمال	9.3
49	سفید بالوں کا داڑھی سے نکالنا	9.4
50	بالوں کے متعلق عورتوں کیلئے احکام	باب نمبر 10
50	عورتوں کا بال کٹوانا اور اللہ کی لعنت	10.1
51	جھوٹے بال لگانا اور اللہ کی لعنت	10.2
52	عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے کی نقل کرنا باعث لعنت	10.3
54	خوبصورت کون؟	10.4
54	دل کا اطمینان کہاں ملیگا؟	10.5
55	سکون کہاں ہے؟	10.6
57	دُعا	

تعارف

داڑھی تمام انبیاء علیہ السلام کی سنت اور ان کو ماننے والوں کی پہچان ہے۔آدمی کے چہرہ پر اللہ تعالی کی طرف سے دیا گیا یہ جلال و جمال ہے یہ آدمی کی فطرت ہے۔اسلئے اس کی مخالفت فطرت کی مخالفت اور رواج کے اثر میں آ کر نہ رکھنا انبیاء علیہ السلام کی سنت کے خلاف عمل ہے۔مسلمانوں کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف ستھری داڑھی رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔بے لگام طریقہ سے کھلے بال چھوڑ دینا،یا چہرہ پر فیشنی طریقوں پر ادھر ادھر کچھ بالوں کو بڑھا لینا سنت کے مطابق داڑھی رکھنا نہیں۔اسی طرح عورتوں کا سر کے بال کتوانا اور اپنے بالوں کی جگہ نقلی بال لگوانا،یا مردوں کا عورتوں کی سی عادات اپنانا یا عورتوں کا مردوں کے فیشن اپنانا سبھی غیر فطری عمل ہیں،اس لئے گناہ ہیں۔البتہ بالوں کی صفائی،انہیں خوبصورتی سے تراشنا اور قدرتی بناؤ سنگھار جو فطرت کے حسن کو نکھارنے کے لئے ہو تو یہ باعث ثواب ہوگا۔

9/11 کے بعد سب طاغوتی قوتیں پنجے جھاڑ کر بیچارے مسلمانوں کے پیچھے چڑھ دوڑی ہیں اور ہر وہ چہرہ جو اسلامی تشخص کو زندہ رکھتا ہے اس کا مذاق اڑا رہی ہیں۔اس لئے اس مسئلہ کو سمجھنا اور اسکا دفاع بہت ضروری ہو گیا ہے۔زیر نظر کتاب ان مسائل پر قرآن کریم کی آیات اور صاحب قرآن کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر مبنی ایک مختصر لیکن جامع رہنما کوشش ہے۔الحمدللہ مصنف نے اپنے ذمہ داری پوری کی ہے،اب اس پر عمل کرنا اور دوسروں تک اس روشنی کو پہنچانا آپ کا کام ہے۔

اے اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرما!

سلطان بشیر محمود (ستارہ امتیاز)

اسلام آباد،جولائی 2012

باب نمبر 1

داڑھی لازمی اسلامی تشخص

(Essential Islamic Identity)

مردوں کے لئے ڈاڑھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی نہ صرف ایک علامت ہے بلکہ کھلے بندوں اس کی شہادت بھی ہےاور اسلامی تشخص کی پہچان ہے۔ یہ تمام انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے۔ تمام صالحین کا شعار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی پہلے مشرکین کا طریقہ اکثر داڑھی مونڈ ھنے اور مونچھیں بڑھانے کا تھا۔ ان کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرہ پر اللہ کے دیئے ہوئے قدرتی لباس کو پسند فرمایا اور داڑھی کو اپنی لافانی سنت بتایا۔ آج بہت سے مسلمان رواج سے مغلوب یا ذہنی طور پر بے دین عناصر کے سامنے مغلوب طرح طرح کی تاویلات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مبارک سنت کی علی الاعلان بلاناغہ مخالفت کرتے ہیں۔ بے دین عناصر داڑھی کا مختلف طریقوں سے مذاق اڑاتے ہیں۔ داڑھی والوں کی پکڑ دھکڑ لگی رہتی ہے لیکن دین رسم نہیں جو اکثریت کی رائے یا خوف سے بدلا جا سکے۔ اس لئے غیر مسلموں کا پراپیگنڈہ یا مسلمانوں کی بے راہ روی یا اسلام کے نام نہاد دانشوروں کی سوچ اس سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کو کم نہیں کر سکتی۔ وہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں یہ ان کا کام ہے۔ اللہ انہیں معاف بھی کر سکتا ہے لیکن جو لوگ جانتے بوجھتے بھی ڈھٹائی سے اس گناہ پر اصرار کرتے ہیں ان کے لئے اس کی پکڑ بڑی سخت ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس معاندانہ دور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کو زندہ کرنے کیلئے ڈاڑھی رکھنا بہت ہی بڑے ثواب کا کام ہے۔

بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے دعویداروں، ان کے نام کے متوالوں، ان کی نعتوں پر سر دھننے والوں، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جشن منانے والوں، خانوادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصاً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا غم کھانے والوں کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی شخصیت کو اللہ تعالی کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے دوسروں کی صورت پر بنائیں۔ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا تھا کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ (حدیث مسلم، بخاری) جو لوگ لمبی لمبی مونچھیں رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں ہیں" (ترمذی، نسائی)۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ "داڑھی رکھو اور مونچھیں کتواؤ"، لیکن افسوس ایسے واضح احکامات کے باوجود بہت سے مسلمان روزانہ اپنی صبح کا آغاز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے کرتے ہیں۔

اگر دشمن کے پراپیگنڈہ اور خوف سے ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ چھوڑ کر مشرکوں کی راہ پر چل پڑے ہیں تو ابھی وقت ہے کہ سنبھل جائیں، اگر اعمال نہیں تو کم از کم محمدی قافلہ کے ساتھیوں کی سی شکل تو بنائیں، اس قافلہ کے سالار اعلیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار اصحاب کی شخصیت کے امتیازی نشان کو تو اپنائیں۔ افسوس کہ یہود و ہنود و نصاریٰ کی اتباع، اپنی کوتاہ نظری اور جہالت کی بنا پر آج کئی ایک مسلمان اسے ایک فرسودہ اور غیر ضروری موضوع سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس معاشرے کی بنیاد ڈالی تھی اس کے بالغ مردوں کا یہ طرۂ امتیاز تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے تمام انبیاء علیہ السلام کی سنت تھی۔

1.1 فطرت کی آواز

چونکہ داڑھی فطرت کی آواز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری شخصیت کا ایک عظیم شعار ہے اور اسلامی تشخص کا اہم ترین رکن ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

موافقت میں یہ پہلا انقلابی قدم ہے۔جس کا مقصد شخصیت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ میں رنگنا ہے یعنی یہ محمدی قافلہ کا یونیفارم ہے ۔اس کا فیصلہ جوانی میں داخل ہوتے وقت ہر مسلمان نوجوان نے کرنا ہوتا ہے ۔کیا میں اپنی شخصیت اور شکل اور صورت اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بناؤں یا ان بے دین رومن (Roman) سپاہیوں کی طرح جو حکماً اپنے بادشاہ کی اتباع میں شیو کیا کرتے تھے۔

یہ مسئلہ کسی کلب کی ممبر شپ کے مترادف ہے ۔اگر آپ کسی کلب کی ممبر شپ لیں تو آپ کو کلب کے تمام آداب اور طریقوں کو بھی اپنانا پڑتا ہے ۔مثلاً اگر کلب کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں ٹکھائی لگا کر ہی اندر جا سکتے ہیں تو آپ بھی ٹکھائی لگائیں گے،اگر اس کا رواج ڈنر سوٹ کا ہے تو آپ ڈنر سوٹ کے بغیر وہاں جا کر کھانا نہیں کھا سکتے ۔دین بھی مومنوں کے کلب کا نام ہے ۔اس کلب کی ممبر شپ تو آدمی کو اسی وقت مل جاتی ہے، جب وہ صدق دل سے گواہی دیتا ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ عزوجل کے آخری رسول اور بندے ہیں'' لیکن کلب میں داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مرد ممبران داڑھی رکھیں اور عورتیں شریعت کے مطابق پردہ کریں ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے آپ کو ڈھانپ لیا کریں''۔

دراصل اسلامی کلب کی یہ روایت انتہائی قدیم ہے یعنی یہ کوئی مولوی حضرات کا وضع کردہ قانون نہیں ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی دنیا میں جس قدر پیغمبر تشریف لائے وہ سب داڑھی رکھتے تھے ۔عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، یہودی مذہب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام غرض کوئی بھی ایسا رسول نہیں ہوا جو داڑھی کے بغیر ہو۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب مذاقاً یہ کہے کہ اگر وہ داڑھی نہ رکھتے تو آخر کیا کرتے؟ لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس طرح داڑھی رکھنے کا رواج قدیم ہے شیو داڑھی مونڈھنے کا رواج

بھی اتنا ہی قدیم ہے اور استرا بہت پرانی ایجاد ہے۔ مثلاً اہلِ یونان، اہلِ چین اہلِ فارس، اہلِ ہند اور اہلِ روما جو دنیا کی قدیم ترین تہذیبیں تھیں ان میں زمانہ قبل مسیح علیہ السلام بھی شیو کا رواج عام تھا۔ استرے کے علاوہ بھی لوگ بال صاف کرنے کے کیمیکل طریقے بھی جانتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگ چونا کا لیپ لگا کر بال صاف کیا کرتے تھے۔ ان سے دو ہزار سال پہلے فراعنہ مصر میں بھی یہی طریقہ رائج تھا۔ لہذا کلین شیو ہونا کوئی ایسی بھی ماڈرن چیز نہیں ہے۔

افسوس کہ آج بہت سے داڑھی منڈے مسلمان اپنی صبح کا آغاز ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے کرتے ہیں۔ شیطان کا جال اس قدر پھیل چکا ہے کہ بہت سے نیک پرہیز گار نماز روزہ کے پابند مسلمان بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کی خلاف ورزی بلا جھجک کرتے ہیں۔ اس لئے اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مبارک سنت کو زندہ کرنا روح اسلام کو زندہ کرنا ہے اللہ کے حبیب کا ارشاد ہے کہ "میری اُمت پر ایسا وقت بھی آئے گا جب میری ایک سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا" آیئے عمل کریں شاید یہی وہ وقت ہو۔ خصوصاً ادھیڑ عمر حضرات کے لئے تو اس پر سوچنا نہایت ضروری ہے۔ آیئے ان کے لئے دل سے دعا کریں۔

"اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا، ان لوگوں کی راہ پر جن پر تیرا فضل ہوا، نہ کہ ان لوگوں کی راہ پر جو گمراہ ہوئے، اور تو ان سے ناخوش ہوا۔ (آمین)

باب نمبر 2

جنت کا راستہ

2.1 نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ

جنت سیدھے راستہ کی منزل ہے۔ اسلئے ہر مسلمان کا مقصد حیات صراط مستقیم کی تلاش اور اس پر گامزن رہنا ہے۔ یہ کون سا راستہ ہے؟ اس کا جواب خالق کائنات نے سورہ یٰسین کی ابتدائی تین آیات میں اچھی طرح واضح کر دیا ہے فرمایا: **یٰسین۔ قسم ھے قرآن الحکیم کی۔ بے شك آپؐ بھیجے ہوئوں میں سے ھیں صراط مستقیم پر (سورہ یٰسین ، ۱۔۳)** یعنی صراط مستقیم سرورکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اپنی شخصیت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے مطابق ڈھالنے کا کام ہے۔ اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ڈاڑھی رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے متعلق قرآن پاک کے مندرجہ ذیل احکامات انتہائی غور طلب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

> "اے لوگو! درحقیقت تمہارے لئے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو رحمت اور آخرت کا امیدوار ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے"۔
>
> (سورہ احزاب۔ آیت ۲۱ پارہ ۲۱)

پھر ارشاد ہے:

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ (سورہ انفال آیت ۲۰۔۲۱)

پھر حکم ہے:

اے (میرے حبیب) لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورہ آل عمران۔ آیت ۳۱)

مزید غور فرمایئے، حکم باری تعالیٰ ہے:

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

(سورہ جن۔ آیت ۲۳ پارہ ۲۹)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا" (سورہ احزاب۔ آیت ۳۶)

پھر ارشاد ہے:

جو تم کو (اللہ کا) رسول ﷺ دے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے وہ چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

(سورہ الحشر۔ آیت ۷)

"اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو اللہ کے رسول کے اور دوسرے راستوں پر چل کر مت کرو اپنے اعمال ضائع۔"

(سورہ محمد ﷺ)

غرض قرآن پاک میں ایک بار نہیں، بار بار خالق کائنات نے واضح کیا ہے کہ اللہ کا دین دراصل اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہی کا نام ہے۔ جو راستہ آپ کا نہیں وہ گمراہی کا راستہ ہے اور سراسر فریب ہے یعنی اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کو مقدم نہیں رکھتا یا آپ کی سنت کی مخالفت کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خواہ کچھ بھی سمجھے وہ خود فریبی میں مبتلا ہے۔ اصل راستہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے۔

رب کائنات کا مندرجہ ذیل حکم آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہونا چاہیے۔

"قسم ہے تیرے رب کی کہ وہ مومن نہیں ہوں گے جب تک وہ
تجھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منصف نہ مانیں اور تیرے فیصلے اور حکم
کو خوشی سے قبول نہ کریں"۔ (سورۃ النساء)

خوب غور فرمائیں خالق کائنات کے ان واضح احکامات کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کرتا تو اس کا دین، ایمان اور آخرت سب خطرے میں ہیں۔ لیکن اکثر لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دم تو بھریں گے، کلمہ طیبہ کا اقرار بھی کریں گے قرآن پاک کو اللہ کا کلام بھی سمجھیں گے، لیکن بات وہی مانیں گے جو ان کے نفس کو بھلی لگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں بلکہ اپنے نفس کی بندگی ہے، رسم ورواج کی غلامی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے شرک ہے۔ حکم باری تعالیٰ ہے۔

"اس سے زیادہ گمراہ کن کون ہے جو چلے اپنی خواہش پر، نہ راستہ
پکڑے اللہ کا"۔ (سورۃ القصص)

اگر صورت حال یہی ہے اور اس میں شک بھی کیا تو جہنم سے بچنے کا ہمارے لئے ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ زندگی میں ہر ممکن حد تک حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کو اپنائیں۔ ہر کام میں آپ ﷺ کی،

عملی اور جسمانی طور پر ہر ممکن حد تک ہم حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ زندگی کے ہر موڑ پر انہی سے راہنمائی حاصل کریں۔ مسلسل اپنا محاسبہ کرتے رہیں اور اگر زندگی کا رخ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے مڑتا نظر آئے تو فوری سنبھل جائیں۔ یہی اسلام ہے، یہی شریعت ہے، یہی طریقت ہے، یہی صراطِ مستقیم ہے، اسی کے آگے بہشت ہے دیگر سب راستے جہنم کو جاتے ہیں۔ خصوصاً اپنے ادھیڑ عمر بھائیوں سے تو نہایت دردمندی سے گذارش ہے کہ زندگی کو اسلامی لحاظ سے نہایت سنجیدگی سے لیں اور اس تبدیلی کا آغاز اپنے چہرہ سے کریں۔ یعنی ڈاڑھی رکھ کر اپنے چہرہ کے حسن کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق اپنے فطری جلال و جمال سے خوبصورت بنائیں۔

قابل صد احترام ماں بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ بناؤ سنگھار ان کا حق ہے لیکن اس حق کو اسلام کی عفت اور حیا کی حدود کے تابع فرمائیں۔

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، کہیں ہم اپنی خوش فہمیوں میں ہی نہ مارے جائیں۔

باب نمبر 3

داڑھی کی حرمت

3.1 داڑھی کی حرمت پر فقہائے اسلام کے ارشادات

علمائے اسلام فقہاء مذاہب مثلاً فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور فقہ جعفریہ سب کے نزدیک داڑھی اسلامی تشخص کا لازمی حصہ ہے اور اس کا کٹوانا حرام ہے۔ اس موضوع پر وقتاً فوقتاً بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں پر جناب مولانا ذکریا صاحب شیخ الحدیث کے رسالہ "داڑھی کا وجوب" (ناشر مکتبہ شیخ بہادر آباد کراچی) سے چیدہ چیدہ اقوال کو نقل کیا جا رہا ہے تا کہ داڑھی کے متعلق شک و شبہات کرنے والوں کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہ جائے۔

۱) امام ابن الرافعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ "حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داڑھی منڈوانے کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔"

۲) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈھوانا حرام ہے اور اس طرح اس کا کترانا بھی حرام ہے"۔

۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک داڑھی منڈھانا حرام ہے۔

۴) امام ابو محمد خرم ظاہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات پر تمام علماء کا اتفاق نوٹ کیا ہے کہ مونچھوں کا تراشنا اور داڑھی کا بڑھانا عین فرض ہے اور اس کی دلیل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں تراشو اور داڑھی بڑھاؤ" اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے کہ "جو شخص مونچھیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

برادرعزیز! داڑھی رکھنا دنیا کی سب سے حسین اور پیاری ہستی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادا ہے۔ محبوب کی ہر ادا محبوب ہونی چاہیے۔ ان کی عزت اور شان پر ان کے نام اور ان کی آن پر ہم سب قربان۔ حضور اعلیٰ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا ہے کہ بلا چون وچرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطابقت اختیار کی جائے۔ ان کے دشمنوں کی تقلید سے نفرت کی جائے۔ زہے نصیب! کہ دنیا اور آخرت میں محمدی قافلے کے ساتھ قدم ملانے کا اعزاز حاصل ہو جائے۔

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(اقبال)

یاد رکھو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حکم، ہر طریقہ اللہ تعالیٰ ہی کا منظور شدہ محبوب طریقہ ہے۔ اس لئے اس بات سے گمراہ نہ ہو جانا کہ داڑھی کا حکم قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن بھیجنے والے کا فرمان ہے۔

> وہ (میرا رسول) اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کرتا۔ (سورۃ النجم آیت ۳)

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ آنجناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی لئے حکم باری تعالیٰ ہے۔

> ''رسول ﷺ جو دیں وہ لے لو جس سے وہ روکیں اس سے رک جاؤ''۔ (سورہ الحشر)

لہٰذا اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو داڑھی رکھی تو یہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ اب اگر

کوئی صاحب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی مثال کو کافی نہیں سمجھتا ہے اور قرآن پاک میں داڑھی کا لفظ ڈھونڈتا پھرتا ہے تو یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے۔

3.2 داڑھی نہ رکھنے کے روحانی نقصانات

داڑھی نہ رکھنے کا بہت بڑا خطرہ وہ ہے جو موت کے بعد فوری پیش آتا ہے۔ ابتدائی حساب کتاب کے لئے جب فرشتے قبر میں تشریف لاتے ہیں تو ان سے پوچھا جاتا ہے۔ (ایک) تمہارا دین کیا ہے؟ (دوم) تمہارا رب کون ہے؟ (سوم) تمہارا رسول کون ہے؟

اب قبر کے ان احوال کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرمائیں۔ حجت بازی سے یہ نہ کہیں کہ جی حدیث کی کیا بات بعض احادیث غلط بھی تو ہو سکتی ہیں لیکن مندرجہ ذیل احادیث کو سبھی مانتے ہیں کہ ان میں کوئی شک نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبردست تنبیہہ (Warning) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

> "مونچھیں کٹوائی جائیں اور داڑھی رکھی جائے لوگوں کو سمجھا دیجئے جو داڑھی نہیں رکھتے ہیں میں ان سے لاتعلق ہوں"۔
> (مشکواۃ شریف)

اس سے زیادہ واضح حکم کیا ہوگا؟ دراصل داڑھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی شخصیت کا لازمی حصہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی جو صالحین اور انبیاء گذرے ہیں ان کی سنت بھی یہی تھی۔ پھر بھی اگر آپ اس حدیث میں شک کرتے ہیں تو مزید سنیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> "جس نے داڑھی کو متواتر کٹوایا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں"۔ (بروایت حضرت ابنِ عباس)

سوچنے کا مقام ہے کہ ایسے آدمی سے زیادہ خسارے میں کون ہوں گا جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی رحمت سے بھی محروم ہو جائے یہ بات کوئی ایسی ناقابل فہم بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی صاحب اپنے آقا کے حکم کی تو مسلسل مخالفت کرتا ہے لیکن اس سے مہربانی کی توقع بھی رکھتا ہے تو یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ تخلیق کائنات کی علت صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تمام جن وانس کے لئے نمونہ ہیں۔ پھر اگر کوئی ایسی ہستی کے طریقوں سے منہ موڑے گا تو اسے مالک کی مہربانی کیسے ملے گی؟

آپ داڑھی رکھیں یا نہ رکھیں لیکن اس بات سے آپ کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت نہیں۔ اگر آپ سنت کے انکاری ہیں تو گویا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا۔ سنت کے منکروں کا حال آپ مندرجہ ذیل حدیث سے اندازہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''جو جان بوجھ کر میری کسی سنت کو چھوڑے گا اس کے لئے میری شفاعت نہیں ہوگی''۔ (حدیث مبارکہ)

غور فرمایئے کہ اس سے بڑی سزا کیا ہوگی کہ جب قیامت کے ہولناک دن جب بھی انسان بے کس و مجبور ہوں گے۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا، لوگ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بخشے جا رہے ہوں گے تو کچھ لوگ ڈاڑھی کے انکار کی وجہ سے اس عظیم مہربانی سے محروم رہیں۔ نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی نصیب نہ ہو؟

ذرا غور فرمایئے کہ اگر کوئی شخص کسی جماعت کی یونیفارم ہی سے انکاری ہے تو کیا اس جماعت میں اس کی شمولیت پوری ہوگی؟ آپ فوج کی ہی مثال لیں۔ ہر فوج کا کوئی نہ کوئی یونیفارم ہوتا ہے جسے پہننے پر سب فوجی پابند ہوتے ہیں۔ داڑھی کی حیثیت بھی مومنین کی جماعت کے لئے یونیفارم کی سی ہے۔ یہ ان کی پہچان ہے، لباس علیحدہ علیحدہ ہو سکتے ہیں لیکن چہرہ پر سب کا امتیازی نقش ایک ہی ہوگا۔

دعویٰ تو ہم مسلمانی کا کرتے ہیں۔ عاشق رسول کہلانے پر بھی فخر کرتے ہیں، ان کی ناموس پر کٹ مرنے کا

بھی عہد کرتے ہیں۔ان کی شان میں نعوذباللہ اگر کوئی گستاخی کرے تو انشاءاللہ کبھی برداشت نہیں کر سکیں گے۔لیکن بہت کم یہ سوچتے ہیں کہ خود ہر صبح کا آغاز اسی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے کرتے ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا کہ "داڑھی رکھو" جبکہ ہم رگڑ رگڑ کر شیو کرتے ہیں ۔اس پر طرہ یہ کہ آئینہ دیکھ کر خود کو شرم بھی نہیں آتی۔

اے برادرعزیز! رواج کے اندھیروں میں اگرچہ ہمیں اس بلاناغہ بغاوت کا احساس نہیں ہوتا لیکن موت کے بعد آئینہ خود بولے لگا ۔اس میں شک نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ العالمین ہیں، لیکن سوچنے کا مقام یہ ہے کہ ہم روزِ محشر کس منہ سے ان کی شفاعت کے طالب ہوں گے۔حیف اس دیدہ دلیری پر اور افسوس اپنی اس جھوٹی محبت پر کہ انہی کی مخالفت کرتے ہیں جن پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا۔"مشرکین کی مخالفت کرو اور مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی بڑھاؤ"

(حدیث مبارکہ۔راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایران کے بادشاہ کسریٰ کے سفیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالیہ میں تشریف لائے یہ لوگ آتش پرست پارسی تھے ۔داڑھیاں منڈھواتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے اور اپنے بادشاہ کو رب کہتے تھے ۔ان کے چہروں پر نظر ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کراہت ہوئی اور پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کتراؤں"۔قصہ طویل ہے مگر یہاں صرف یہ بتانا مطلوب ہے کہ غیر مسلم غیروں کی بھی بڑی مونچھیں اور مونڈھی داڑھیوں کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی تکلیف ہوئی ۔اب اندازہ کریں کہ اگر موت اس حالت میں واقع ہو کہ مرد کے چہرہ پر داڑھی نہ ہو، بلکہ مونچھیں بھی ہوں تو اس وقت کیا حال ہوگا جب قبر میں زیارت سیدالرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گی اور پوچھا جائے گا کہ اس پیاری پیاری شخصیت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جانتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو فرمان ہے "جس قوم

کی اتباع اختیار کرو گے انہی کے ساتھ اٹھو گے" پھر آپ کا داڑھی منڈھا چہرہ دیکھ کر کیا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کراہت نہ ہوگی؟ اس وقت داڑھی مونڈھنے والے اور مونچھیں بڑھانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس نگاہ سے سامنا کرسکیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قوم لوط دس برے کاموں کی وجہ سے ہلاک کی گئی جن میں ایک
داڑھی منڈھوانا اور مونچھوں کو بڑھانا بھی تھا"(درمنثور)

بعض دفعہ مسلمان اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ داڑھی منڈھوانا گناہ صغیرہ ہے۔ ہاں اگر ایک دفعہ دو دفعہ تین دفعہ ہو تو یہ گناہ صغیرہ ہی ہوگا لیکن اگر وہ ایسا روز کرتے ہیں تو گناہ کبیرہ ہوگا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"گناہ صغیرہ کی تکرار اسے گناہ کبیرہ میں بدل دیتی ہے۔"
(مشکواۃ شریف)

گناہ کی تکرار تو فاسق وفاجر لوگوں کا وطیرہ ہوتا ہے۔ اب آپ مندرجہ بالا حدیث مبارک کی روشنی میں ذرا غور فرمایئے کیا اس صغیرہ گناہ کا انجام خطرناک ہوگا یا نہ ہوگا؟

-----☆-----☆-----

باب نمبر 4

ڈاڑھی منڈھوانے کا تاریخی پس منظر

4.1 داڑھی کی مخالفت

داڑھی انسانی فطرت کا حصہ ہے۔اس کی مخالفت ہمیشہ ان لوگوں نے کی ہے جو فطرت کی مخالفت کرتے ہیں ۔مثلاً دور کیا جانا مغربی اقوام نے پالیدی (Pollution) پھیلا کر فطرت کا توازن خراب کر دیا ہے ۔ایسے ہی لوگ داڑھی کٹوانے میں بھی پیش پیش رہے ہیں۔یوں داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کی تاریخ بھی تقریباً اتنی ہی پرانی ہے جس قدر انسانی تاریخ خود ہے۔اس کے کٹوانے کا خیال انسانی ذہن میں اس وجہ سے بھی آسکتا تھا کہ آدمی عورت کے حسن وجمال سے مرعوب تھا دوم یہ کہ وہ اپنے بڑھاپے کو چھپانا چاہتا تھا۔آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے قوم لوط کے نوجوان عورتوں کی مشابہت میں باقاعدگی سے شیو کرتے تھے ۔آج کل بھی پست ذہنیت کے حامل نوجوان صنفِ نازک کی طرح بناؤ سنگھار کرتے ہیں ۔

داڑھی کی شیو کا رواج بادشاہوں سے بھی ہوا۔خاص طور پر ان بادشاہوں سے جنہوں نے اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔چونکہ اللہ بوڑھا نہیں ہو سکتا۔اس لئے داڑھی مونڈھانے کا محرک ان کی سدا جوان رہنے کی خواہش تھی چنانچہ روم کے بادشاہ اور مصر کے فراعنہ داڑھی نہیں رکھتے تھے اور ان کی نقل میں ان کے درباری بھی کلین شیو ہوتے تھے ۔چونکہ فوج بادشاہی کا حصہ ہوتی تھی اس لئے فوجی بھی داڑھی کٹواتے تھے ۔

جہاں تک برصغیر کی تاریخ کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی داڑھی صاف کرنے کا رواج ایسے ہی جھوٹے خداؤں سے شروع ہوا ۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندو مندروں میں آپ کو کسی بھی بت کی داڑھی نظر نہیں آئے گی ۔ہندو مت کے پادری، پروہت، پنڈت چونکہ ان جھوٹے خداؤں کے فرستادہ اور نمائندے سمجھے جاتے تھے اس لئے وہ بھی داڑھی نہیں رکھتے تھے ۔داڑھی مونڈھانا دراصل ہمیشہ سے مشرکین کا شعار رہا ہے ۔

4.2 برصغیر میں داڑھی کٹوانے کی تاریخ

ہندوستان میں جب اسلام آیا تو اکثر ہندو داڑھی صاف کرتے تھے اور مونے کہلاتے تھے ان میں سے جو مسلمان ہو جاتے وہ بلا استثناء داڑھی رکھتے۔ یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان داڑھی علامت اسلام سمجھی جاتی تھی۔ مغلیہ دور میں جب مسلمانوں میں ہندو کلچر سرائیت کرنے لگا تو غیر داڑھی والے مسلمان بھی نظر آنے لگے۔ بادشاہ اکبر نے اپنی افتادِ طبع، سیاسی وجوہات اور ہندو نظریات سے متاثر ہو کر ایک نیا مذہب جس کا نام "دینِ الٰہی" تھا وضع کیا۔ اس مذہب میں وہ خود کو داتا رتا تھا۔ سیاسی وجوہات کی بنا پر بہت سے ہندو اس نئے مذہب کے پیروکار بن گئے۔ اکبر نے ہندوؤں کی خوشی کے لئے یہ شعار بھی وضع کیا کہ اس کے ماننے والے ہر روز صبح داڑھی منڈھوا کر ماتھے پر تلک سجا کر سورج کو سلام کریں۔

اکبر بادشاہ کا یہ نیا مذہب جلد ہی درباری خوشامدیوں نے اپنا لیا اور رفتہ رفتہ عوام میں بھی "بادشاہ کا مذہب سب کا مذہب" کے مصداق یہ مذموم طریقہ جڑ پکڑنے لگے۔ حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعی حسنہ سے اکبر کے بعد الحاد کی اس یلغار کا زور تو ٹوٹ گیا لیکن برائی کا پودا بہر حال اپنی جڑیں چھوڑ ہی جاتا ہے۔ اس لئے داڑھی منڈھوانے کا تھوڑا بہت رواج کہیں کہیں رہا۔ چنانچہ اپنے باپ کی طرح جہانگیر بادشاہ بھی داڑھی منڈھواتا تھا لیکن اس کے بعد شاہجہاں بادشاہ نے داڑھی رکھی۔ بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کا عہد ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ تھا لیکن اس کمال کے بعد زوال تھا۔ ان کے بعد سلطنت مغلیہ طاؤس ورباب عیش و نشاط کا شکار ہو گئی۔ بھانڈ، میراثی، ہیجڑے بادشاہوں کے مشیر بننے لگے اور ان کے ساتھ ہی ان کے طور طریقوں کی مقبولیت عوام میں بھی ہونے لگی۔ چنانچہ یہاں سے اس دور کا آغاز ہوا جس میں مردوں کا عورتوں سا سوانگ بھرنا اور ہیجڑوں کی نقل اعلیٰ نسبی کا نشان ٹھہری اور سوسائٹی کے اونچے طبقات میں بھی شیوہ کا رواج عام ہونے لگا۔ انگریزوں کے اثرات نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

مغلوں کے دور میں ہندوستان میں ایک اور قوم بھی اُبھری جو اپنے آپ کو سکھ کہلاتی تھی اور داڑھی ان کے مذہب کا بنیادی رکن تھا۔ دراصل یہ نیا مذہب اسلام سے متاثر ہو کر ہندو رسومات کے خلاف ایک مقامی انقلاب تھا۔

یہ انقلاب ایسے ہندو راہنماؤں نے شروع کیا تھا جو اسلام کے عالمی اور فطری اصولوں سے تو متاثر تھے لیکن مسلمان بھی نہیں ہونا چاہتے تھے۔ بابا گرونانک اس مذہب کے بانی تھے۔ انہوں نے ہندو مذہب میں بتوں کی پوجا اور انسانوں کے درمیان ذات پات کی تقسیم کے خلاف توحید اور اسلامی مساوات کے سنہری اصولوں کو اپنایا۔ جیسا کہ ہمیشہ داڑھی تمام سچے انقلابیوں کی روایت رہی ہے، ہندو مذہب کے خلاف اس انقلاب کے داعیوں نے بھی داڑھی کو اپنے مذہب کو اعلیٰ ترین شعار بنالیا اور اس میں اتنی سختی کی کہ سکھوں کے لئے داڑھی کے بالوں کا کاٹنا گناہ قرار دیا۔ یہ ایک بڑی کڑی شرط تھی لیکن آفرین ہے سکھوں پر کہ اپنے مذہب سے محبت کی بناء پر انہوں نے یہ اصول سختی سے اپنایا ہے۔ ایک وقت کینیڈا اور انگلینڈ میں یہ پابندی تھی کہ داڑھی والا بس ڈرائیور نہیں ہوسکتا لیکن سکھوں نے اپنے جوش عقیدت سے انہیں بھی یہ قانون تبدیل کرنے پر مجبور کردیا۔

4.3 داڑھی والوں کے خلاف دہشت گردی

1857ء میں جب انگریزوں نے جنگ آزادی کو کچل کر اپنی حکومت قائم کی، انہیں احساس تھا کہ انہوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی ہے اس لئے وہ مسلمانوں ہی کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ جنگ آزادی نے یہ بھی ثابت کردیا تھا کہ انگریز دشمنی میں سب سے آگے آگے داڑھی والے مسلمان ہی تھے۔ انہوں نے اس بات کا بھی صحیح اندازہ لگایا کہ داڑھی مسلمانوں کا ایک ایسا شعار ہے جو کہ دینی حمیت کی علامت ہے، رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے تعلق کا خاصہ ہے اور بحیثیت قوم ان کے ملی اتحاد کا مظہر ہے۔

حکومت کے علاوہ انگریزوں کا ایک بڑا مقصد عیسائیت کی تبلیغ بھی تھا لیکن یہاں بھی ان کو سب سے زیادہ مانع یہی داڑھی والے لوگ نظر آئے۔ جب پادریوں نے دیکھا کہ میدان مارنا اتنا آسان نہیں تو یہ پروگرام بنایا کہ اگر یہ عیسائی نہیں ہوتے تو مسلمان بھی نہ رہیں۔ اپنی اس حکمت عملی کے لئے انگریزوں نے ہر سطح پر فرنگی لباس، وضع قطع اور معاشرت کو پھیلانے پر زور دیا۔ یہاں بھی ان کا سب سے پہلا ہدف داڑھی ہی ٹھہری اور یہ پابندی لگادی گئی کہ فوج کی نوکری کے خواہش مند مسلمان داڑھی نہیں رکھ سکیں گے۔ گورنمنٹ

کی دیگر ملازمتوں پر بھی انگریزی تہذیب کے لوگوں کو ہی ترجیح دی جائے گی ۔ نہ صرف یہ بلکہ ہندو اور انگریز دونوں نے مل کر داڑھی کو رجعت پسندی اور ترقی معکوس کا نام دیا ۔ آج کل بھی جیسے 9/11 کے بعد مغربی پراپیگنڈہ ہو رہا ہے، مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ زہر گھولا جانے لگا کہ داڑھی زوال کی علامت ہے ۔ عامۃ المسلمین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور احادیث کے خلاف شک و شبہات کو جنم دینے کے لئے کئی نام نہاد مسلمان علماء اور دانشوروں کو آگے لایا گیا ۔ جنہوں نے اپنے آقاؤں کے نظریات کے مطابق دین میں نئی نئی تاویلات کا آغاز کیا، مثلاً جہاد کے جذبہ کو سرد کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت کام کیا اور خاطر خواہ انعام پایا ۔ بڑے بڑے سرکاری افسروں اور مسلمان جاگیرداروں نے مسلمانوں کی معاشرت اور داڑھی کے خلاف وہی کام کیا جو انگریزوں کے پروردہ علماء جہاد کے خلاف کرتے تھے ۔ البتہ بعض ایسے بھی تھے جو اپنی ذاتی وجوہ کی بناء پر داڑھی کے اسلامی شعار کو نہ اپنا سکے لیکن مسلمانوں کے سچے ہمدرد تھے ۔

دشمنوں کے ایسے اقدامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ داڑھی صرف مدرسوں کے تعلیم یافتہ طالب علموں یا ان پڑھ مسلمانوں کا طرۂ امتیاز بن گئی جبکہ روزانہ کلین شیو کرنا ترقی اور روشن خیالی کی علامت سمجھا جانے لگا اور اب تک یہی حال ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس مکروہ رواج میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے ۔ اب اکثریت داڑھی منڈھوں کی ہے اور امریکی روشن خیال اسلام کے حامیوں کے ہاتھوں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس سنت کو زندہ کرنے والے طرح طرح کے طعن و تشنیع اور استہزاء کا شکار ہیں اور اسلام کے دشمن مل کر بدستور اپنے مذموم پروگرام میں مصروف ہیں کہ :-

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

لیکن جیسے ہر عمل کا ردِ عمل بھی ہوتا ہے ۔ بیسویں صدی کے آخری سالوں سے مغربی عیسائی ممالک کی اسلام دشمنی جس طرح کھل کر سامنے آئی ہے اس نے کچھ مسلمان نوجوانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں ۔ آج کل داڑھی کے خلاف جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس سے غیرت کھا کر انہوں نے اپنے نبی کی اس سُنت کو زندہ کرنا شروع کیا ہے ۔ وہی نوجوان جو روزانہ باقاعدگی سے شیو کرتے تھے اب اپنے چہرے پر ریش

کائنات کے دیے گئے قدرتی جمال وجلال پر فخر کرتے ہیں۔ انشاءاللہ اب اسلامی تشخص کی اس خوبصورت علامت کے تحفظ کیلئے ہر نوجوان آگے بڑھ کر اسے خود اپنائے گا۔

بے شک پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جا سکے گا۔

------☆------☆------

باب نمبر 5

داڑھی کے خلاف موجودہ عوامل

پچھلے ابواب میں ہم نے یہ دیکھا کہ داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اہم سنت ہے اور اس کی تاکید متواتر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی منڈھوانا دراصل مشرکین کا طریقہ تھا مثلاً آج سے چار ہزار سال پہلے قوم لوط کی ایک خصوصیت کلین شیو ہونا بھی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر اہم اسلامی شعار سے مسلمانوں کی بے مروتی اور ڈھٹائی کی حد تک بے اعتنائی کی کیا وجوہات ہیں۔ اگر ٹھنڈے دل سے اس سوال پر غور کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ داڑھی کے خلاف نفسیاتی نوعیت کے مندرجہ ذیل عوامل کام کر رہے ہیں:۔

5.1 مغربی تہذیب سے وابستگی

دنیا کی بدقسمتی یہ ہے کہ تقریباً تمام کے تمام مسلم معاشرے اس وقت اسلام سے زیادہ مغربی تہذیب سے متاثر ہیں۔ ایک لمبا عرصہ فرنگی اور مغربی استعمار کی غلامی نے ان کی سوچ کو اس قدر مفلوج اور مرعوب کر دیا ہے کہ ظاہری آزادی کے باوجود اپنے آپ کو وہ ان کی ذہنی غلامی سے آزاد نہیں کروا سکے ہیں۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور مغربی تہذیب دو متضاد معاشرتی قدروں کے داعی ہیں، دو مختلف راستے ہیں جو کبھی بھی نہیں مل سکتے۔ داڑھی کی مقدس سنت کے متعلق مغربی چھاپ والے مسلمان کہتے ہیں کہ یہ حکم صرف اس زمانہ کے لئے مخصوص تھا اور جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں وہ تنزلی کی علامت ہیں اور روشن خیالی کے مخالف ہیں۔ گویا ایسے مغرب زدہ لوگوں کے نزدیک ترقی کلین شیو میں ہے۔

ان حضرات کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ جس کلچر کے نمائندہ ہیں وہاں سے بھی اچھی طرح نہیں سمجھے ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ مغرب میں بھی کلین شیو ایک عامیانہ روش ہے جب کہ ماضی میں اور اب بھی بہت سے باریش لوگ ان کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں مثلاً:

امریکہ کے بانی جارج واشنگٹن، ابراہم لنکن، جدید سائنس کے موجد گلیلو اور نیوٹن اور کئی دوسرے بڑے سائنس دان، کیمونسٹ فلسفہ کے خالق کارل مارکس اور بہت سے فلاسفر، سوویت یونین کے معمار اعظم لینن اور کئی ایک دیگر بڑی شخصیات داڑھی والے لوگ تھے۔ آج بھی مغربی یونیورسٹیوں میں کئی ایک پروفیسر، فلاسفر، ادیب، سائنس دان اور دانشور داڑھی رکھتے ہیں لہٰذا ہمارے کلین شیو حضرات کی یہ سوچ صحیح نہیں کہ داڑھی ترقی معکوس کا نشان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس قماش کے لوگ جس قدر اپنے چہرہ کے بناؤ سنگھار پر توجہ دیتے ہیں مغرب میں مرقہ کیا عورتیں بھی ایسا کم ہی کرتی ہیں۔

تقلید سے ناکارہ نہ کر اپنی خودی کو
کر اس کی حفاظت کہ یہ گوہر ہے یگانہ

5.2 اونچے لوگوں کی نقالی

ہماری سوسائٹی کے نچلے طبقات میں کلین شیو کا رواج پاکستان بننے کے بعد بڑھا ہے اس کی ایک وجہ مذہب سے بیگانہ ہمارا تعلیم یافتہ اور مراعات یافتہ طبقہ ہے۔ آزادی کے بعد بھی گورنمنٹ افسران اور حکمران طبقہ انگریزوں کے طریقوں سے چمٹا رہا اور ان کی نقالی میں عام لوگ بھی گمراہ ہوتے رہے۔ آزاد وطن میں چونکہ ہندو اور انگریز کے خلاف ردعمل بھی کمزور پڑ گیا تھا اس لئے ان کے طور طریقوں سے بھی نفرت کم ہو گئی۔ چنانچہ اپنے حکمرانوں کی دیکھا دیکھی یا خوشامد کے طور پر داڑھی مونڈھنے کا رواج پاکستان بننے کے بعد ایک وبا کی طرح پھیلا ہے۔ اب حال یہ ہے کہ اچھے بھلے اکثر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ اگر کوئی اسے زندہ کرنا چاہتا ہے تو اسے رواج اور معاشرے کے بالائی طبقات کی ناپسندیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

5.3 رواج کا اثر

داڑھی رکھنے میں ایک بڑی رکاوٹ رواج بھی ہے۔ اس بت کے پجاریوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ انسان رواج کا قیدی بن کر رہ گیا ہے۔ یہ اس قدر مضبوط بت ہے کہ اسے توڑنے والے خود ٹوٹ جاتے

ہیں۔یہ اس قدر ظالم ہے کہ انسان کی سوچ بند کر دیتا ہے اور اندھا دھند اپنی پیروی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔
آج یہ داڑھی جیسی اہم سنت کے سامنے بھی دیوار بن کر کھڑا ہے۔
اگرچہ کلین شیو حضرات میں بھی بہت سے اچھا بھلے اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے والے اور حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے مسلمان ہیں لیکن رواج کے سامنے وہ اس قدر بے بس ہیں کہ سب جانتے بوجھتے ہوئے بھی روزانہ اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

5.4 عادت سے مجبور

کئی ایک ایسے بھی مسلمان ہیں جن پر عمر کا ایک حصہ گزرنے کے بعد رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے لیکن وہ اتنا عرصہ داڑھی منڈھاتے رہتے ہیں کہ کلین شیو ہونا ان کی شخصیت کی پہچان بن چکا ہے۔اب وہ اس عادت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔جیسے ایک سگریٹ نوش سگریٹ کے مضر اثرات کو جانتے ہوئے بھی سگریٹ نہیں چھوڑ پاتا۔ایسے ہی یہ اپنی عادت میں اس قدر رکے ہو چکے ہیں کہ اگر حج پر بھی جائیں تو وہاں بھی ایک مذہبی فریضہ کی طرح شیو کرتے رہیں گے۔ایسے حضرات کا علاج صرف اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوف ہے۔ان کو چاہیے کہ صبح جب آئینہ کے سامنے شیو کے لئے کھڑے ہوں تو سوچیں کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روزانہ مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ وہ روز قیامت اپنے سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کس منہ سے حاضر ہوں گے؟

5.5 سدا جوان رہنے کا خبط

داڑھی نہ رکھنے کی راہ میں ایک رکاوٹ انسان کی سدا خوبصورت اور جوان رہنے کی خواہش بھی ہے۔ادھیڑ عمر تو کیا ستر ستر سالہ بوڑھے بھی اسی خبط میں مبتلا اپنے آپ کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں حالانکہ انسان کا چہرہ سب سے بڑا چغل خور ہے۔ان کلین شیو بزرگوں کو سوچنا چاہیے کہ داڑھی انسان کے چہرے پر مانند لباس ہے جو اس کے نقائص کے اوپر ایک قدرتی پردہ ہے۔جس سے خالق حقیقی نے انسانی جسم کے اشرف ترین

حصہ کو مزین کیا ہے۔ کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ڈاڑھی بذات خود خوبصورت ہی نہیں بلکہ چہرہ کی بدصورتی کو بھی چھپاتی ہے۔ لہٰذا بوڑھے کلین شیو بزرگوں سے یہی درخواست ہے کہ وہ احساسِ کمتری سے نکلیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اس زیور سے آراستہ کریں۔

انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بوڑھے شخص سے ناپسندیدہ کوئی اور نہیں جو اپنے بالوں کی سفیدی کے باوجود گناہوں پر اصرار کرتا رہتا ہے"۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ اپنے خالق کی ناپسندیدگی کا سامنا کر سکیں۔

5.6 بیگمات کی مخالفت

کئی ایک مسلمان مردوں کا حال یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھنا چاہتے ہیں لیکن اپنی بیگمات کی خاطر ایسا نہیں کرتے۔ کبھی ان کی محبت کی وجہ سے اور کبھی ان کی مخالفت کے خوف سے۔ جو حضرات اس مخمصے میں گرفتار ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی بیگمات کے مقابلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں کہ کس کی خوشی مطلوب ہے؟ اور کس سے ڈرنا چاہیئے؟ حکم تو یہ ہے :۔

"اللہ کی قسم کوئی (مرد یا عورت) اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد ماں باپ اور گھر والوں سے زیادہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت نہیں کرتا"۔

اس کے بعد نیت و عمل کا کیا جواز باقی ہے؟ جہاں تک بیگمات کی مخالفت کی بات ہے یہ ایک وقتی امر ہے۔ اکثر ان کی مخالفت کی وجہ رواج کا ڈر اور داڑھی سے نامانوس ہونے کی ہے۔ وہ اس ماحول میں اپنے باپ اور بھائیوں کو شیو کرتے اور داڑھی کی مخالفت کرتے دیکھتی آئی ہیں۔ اسی اثر کے زیر سایہ جب ان کی شادی ہوتی ہے تو ان کا آئیڈیل ایک کلین شیو ہی ہوتا ہے نیز مذہب سے دوری بھی اس تقاضے کا بڑا سبب ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان سے الجھنے کی بجائے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے

حوالے سے سمجھائیں اور گھر میں اسلامی ماحول پیدا کریں۔ عموماً عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ دین دار اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والی ہوتیں ہیں۔ ان شاء اللہ اگر آپ کمزور نہیں تو وہ بھی جلد ہی اپنی مخالفت ترک کردیں گی، بلکہ دین سے آپ کی بڑھتی ہوئی لگن دیکھ کر ان شاء اللہ وہ بھی سرکار دو عالم کی بارگاہ کی طرف آپ سے قدم ملا کر آگے بڑھیں گی۔

5.7 بعض داڑھی والوں کا برا کردار

گلہ ہے بکا ہے داڑھی کے خلاف اس طرح کی باتیں بھی سنی جاتی ہیں کہ فلاں داڑھی والا اچھے کردار کا مالک نہیں یا داڑھی وہی رکھے گا جو گناہ نہیں کرتا۔ یعنی پہلے نیک بنیں گے پھر داڑھی رکھیں گے۔ بعض حضرات کردار کشی کے لئے اس ضرب المثل کا سہارا لیں گے کہ "چور کی داڑھی میں تنکا" اور پھر بڑی بے نیازی سے مسکرائیں گے کہ گویا سب داڑھی والے چور ہیں اور دنیا میں اچھائی کا نمونہ اگر کوئی باقی رہ گیا ہے تو یہ ان کلین شیو حضرات کی ذات ہے جو تکبر کا بت بنے کھڑی ہے۔

یہ سب فضول بہانے ہیں ورنہ اچھے برے لوگ ہر سوسائٹی میں پائے جاتے ہیں۔ سارے داڑھی والے فرشتے نہیں اور سب کلین شیو بدمعاش نہیں۔ آدمی کو بے جا کسی کی کردار کشی سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ قدرت کا قانون ہے کہ "کسی پر لگایا گیا بہتان خود لگانے والے پر یا اس کی اولاد پر واپس ضرور آئے گا"۔ پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اگر آپ داڑھی رکھیں گے تو کسی مولوی صاحب یا پیر صاحب کی پیروی کے لئے نہیں بلکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت کے لئے رکھیں گے۔ اگر بات یہی ہے تو ایک داڑھی والا چھوڑ، سو داڑھی والے بھی برے ہوں تو آپ کی بلا سے۔

5.8 خود فریبی

بعض اوقات داڑھی نہ رکھنے کا جواز یہ کہہ کر ڈھونڈا جاتا ہے کہ "یہ سب خود نمائی اور دکھاوا ہے" گویا اعتراض کرنے والا اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب سے بھی زیادہ متقی اور پرہیزگار سمجھ رہا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ سب بہانے اور اعتراضات ہمارے نفس کی پیداوار ہیں۔ باہر سے کوئی لاکھ سمجھائے بات اس وقت بنے گی جب ہمارے اندر کا مسلمان بیدار ہوگا۔ اسی سب سے پہلی نشانی احساس ندامت ہے۔ اگر یہ ہے تو یقین جانیئے آپ کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا ہے۔ بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "قسم ہے **اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تم کو ختم کر دے اور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے جو گناہ کرے اور پھر اللہ کی ذات سے مغفرت مانگے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو اس کے معافی مانگنے کی وجہ سے بخش دے"۔ (مسلم)** ۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی کے لئے بھیک مانگتا ہے تو وہ غفور الرحیم اسے ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔

خرابی تو ان باغیوں کے لئے ہے جو اپنی ضد پر مزید اصرار کئے جاتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کی تضحیک کرتے ہیں داڑھی والوں سے مذاق کرتے ہیں کہ "اگر تم داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں رکھتے ہو تو پھر اونٹ کی سواری بھی کیوں نہیں اختیار کرتے؟" وغیرہ وغیرہ۔ ایسے نامعقول لوگوں کے لئے ایک ہی جواب ہے کہ اگر ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم اونٹوں پر سواری اور خیموں میں رہنے کا ہوتا تو ہم یقیناً ایسا ہی کرتے۔ البتہ داڑھی رکھنے کا حکم آپ نے واضح الفاظ میں دیا ہے جس پر عمل ہم سب پر لازم ہے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

باب نمبر 6

آپ کی شخصیت اور داڑھی

داڑھی مردانہ حُسن کا وقار ہے، نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر ہے

کیا داڑھی خوبصورتی یا بدصورتی کا باعث ہے؟ یہ سوال ایک مومن کے لئے کسی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ محبت کرنے والے اپنے آپ کو نہیں بلکہ اپنے محبوب کی شکل کو دیکھتے ہیں۔ وہ تو اس بات پر شاداں ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہیں۔ ان کو دنیا کی پروا کیوں ہو؟ کیا یہ کم خوشی کا باعث ہے کہ انہوں نے اس زمانے میں بھی رواج کو توڑا اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا جب طاغوت اپنی پوری کوشش سے مسلم تشخص ختم کرنے کے درپے ہے۔ غلام کی خوشی تو آقا کی رضا ہے۔ وہ راضی تو جگ راضی۔ لہٰذا داڑھی کی خوبصورتی اور بدصورتی کا سوال ایسے خوش نصیب مسلمانوں کے حوالے سے نہیں بلکہ ان بھائیوں کے لئے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا نہیں۔ وہ بھول رہے ہیں کہ وہ ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام دنیا سے حسین اور پُرکشش ہے وہ خود بھی داڑھی والے تھے اور داڑھی کا حکم بھی انہی کا ہے۔ جنہیں جس نے بھی دیکھا کہا۔[1]

> ”وہ ایک شخصیت تھی جس کے مثل ہم نے ان سے پہلے کبھی کسی کو دیکھا اور نہ ان کے بعد کسی کو دیکھا۔ رات کے وقت ہم کبھی رخ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے اور کبھی چودھویں کے چاند کو دیکھتے، ان کے سامنے چاند ماند نظر آتا، ان کے جلال کو دیکھتے تو آنکھ نہ اٹھا سکتے، اگر ان کے چہرے مبارک پر نظر پڑتی تو اٹھی ہوئی نگاہ واپس نہ جاتی۔“ (مسلم۔ بخاری)

برادرانِ اسلام داڑھی نہ صرف انسان کی فطرت ہے بلکہ تمام صالحین اور انبیاء کرام کے چہرے کی ہمیشہ

سے سنت ہے۔ سوچیے کہ جو حسن اللہ نے خود انسان کے لئے منتخب کیا ہو اس میں کوئی خامی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ فطرت خوبصورت ہے تو پھر یہ بھی مان لیجئے کہ داڑھی میں مرد کے لئے فطری حسن، خوبصورتی اور جلال ہے یہ اس کے چہرے کا لباس اور تاج ہے۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتے ہیں۔

”میں نے انسان کو احسن ترین نمونے پر بنایا ہے۔“ (القرآن)

خالق کائنات نے داڑھی اپنے شاہکار کے نمایاں ترین جسمانی حصہ پر لگائی گئی ہے پھر اس میں بدصورتی کا گمان کیوں کرتے ہو؟ ہاں بدصورتی داڑھی کو کھلا چھوڑنے جنگلی گھاس کی طرح ادھر ادھر بڑھنے سے ہو سکتی ہے لیکن آپ کو تو خوبصورتی سے خط بنانے کے حکم ہے۔ درحقیقت اصل بدصورتی عریانی اور ننگے پن میں ضرور ہے مثلاً کئی ایک داڑھی منڈ ہیں جن کے چہروں پر دانے اور مہاسے نکل آتے ہیں لیکن داڑھی والے چہروں پر شاید ہی ایسا ہو۔ میڈیکل سائنس کے مطابق جب نوجوان شیو کرنا شروع کرتے ہیں تو ان کی جلد پر سے حفاظتی سطح اتر جاتی ہے۔ نیچے کی سطح آسانی سے جراثیموں اور گندگی سے اثر پذیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بہت سے نوجوانوں کے چہروں پر مہاسے اور دانے اسی وجہ سے نکلنے لگتے ہیں۔ کئی ایک کی جلد تو مستقل طور پر کھردری اور کالی ہو جاتی ہے۔

اگر آپ واقعی دیکھنا چاہتے ہیں کہ کن چہروں پر نور ہے تو جب بازار جائیں یا آفس میں بیٹھیں تو لوگوں کے چہروں پر غور کریں۔ آپ کو بہت سے ایسے چہرے نظر آئیں گے جن کے گال پچکے ہوئے چوسے ہوئے آم کی مانند نظر آتے ہیں۔ کیا یہ داڑھی والے لوگ ہیں یا داڑھی منڈے؟ یہ صحیح ہے کہ نحیف ونزار لوگ داڑھی والوں میں بھی ضرور ہیں لیکن داڑھی کے لباس نے ان کی اس کمی پر پردہ ڈال دیا ہے لہذا وہ کمزور ہوتے ہوئے بھی داڑھی منڈوں کی نسبت زیادہ باوقار اور صحت مند نظر آتے ہیں۔ آپ کو بازاروں میں کئی ایک جھریوں والے مدقوق اور بیمار چہرے بھی نظر آئیں گے۔ کیا یہ داڑھی منڈے بوڑھوں کے چہرے نہیں ہیں؟ ان کے برعکس داڑھی والے بزرگ بھی نظر آئیں گے جن کے چہروں پر سکون اور بشاشت کا نور نظر آتا ہے۔

بہرحال یہ بحث کی بات نہیں ۔ ہمیں داڑھی رکھتے وقت یہ نہیں دیکھنا کہ میں کیسا لگوں گا بلکہ ہماری نیت تو یہ ہونی چاہیے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ۔ اگر داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اتباع میں نہیں رکھی گئی تو یہ محض فیشن ہے اس کا رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے ۔

------☆------☆------

باب نمبر 7

کلین شیو کے طبعی نقصانات

(جلدی اور اعصابی بیماریاں)

داڑھی فطرت سے ہے اور شیو کرنا فطرت کی مخالفت ہے۔ لہٰذا اس کے فطری نقصانات بھی ہوں گے جب کہ داڑھی رکھنے کے فطری فوائد ہوں گے۔ مندرجہ ذیل میں اس مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر تحقیق پیش خدمت ہے۔

داڑھی کے طبی فوائد سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مسلمان داڑھی اس لئے نہیں رکھتے کہ جسم پر اس کے صحت افزاء اثرات ہیں بلکہ یہ تو اللہ کے رسول کی اتباع میں رکھی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے تمام احکامات میں انسان کے لئے روحانی اور جسمانی فوائد پوشیدہ ہیں۔ داڑھی کے روحانی فوائد تو ان گنت ہیں اور سب سے بڑا تو یہی ہے کہ آپ کی نسبت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جاتی ہے۔ جس سے روح کی بالیدگی یقیناً ہے۔

یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ انسانی جسم میں کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی گئی ہے۔ پھر داڑھی جو ہمارے جسم کے اعلیٰ ترین اور نمایاں ترین حصہ پر مزین کی گئی ہے کیسے بیکار ہو سکتی ہے؟! اس لئے ہماری شخصیت اور صحت کے لئے اس کے منڈھوانے میں کئی نقصان ہوں گے۔ لیکن ان پہلوؤں پر ابھی تک طبی نکتہ نظر سے کوئی خاص ریسرچ نہیں ہوئی۔ پھر بھی مندرجہ ذیل چند باتیں بہت واضح ہیں۔

اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے کہ روزانہ کی شیو (Close Shave) سے چہرہ کی جلد کی اوپر والی جھلی کٹ جاتی ہے جس سے ظاہر ہے نچلی سطح جراثیمی حملوں کے لئے کھلی (Expose) ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر روزانہ شیو کرنے والوں کے چہروں کی جلد کھردری، کالی اور زخمی ہو جاتی ہے۔ مائیکرو لیول (micro level) پر تو دیکھا گیا ہے کہ شیو شدہ چہرہ زخمی سی زخمی نظر آتا ہے۔ اس لئے شیو کے بعد سپرٹ (Clones) لگانی پڑتی ہے۔

مشہور شاعر مولانا اسماعیل میرٹھی اپنی کتاب ''داڑھی کی حرمت'' میں لکھتے ہیں کہ طب یونانی میں یہ بات متفقہ طور پر مسلمہ ہے کہ داڑھی کئی ایک بیماریوں کا علاج ہے۔ خاص طور پر گردن اور سینہ کی بیماریوں کے خلاف یہ ڈھال کا کام دیتی ہے نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے گرم سرد ہوا کے اچانک حملہ جات سے آنکھوں، ناک اور گلے (E.N.T) کی رگوں کا تحفظ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی والے حضرات اکثر ناک گلے اور آنکھوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

ماڈرن تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ اعصابی ریشے (Nerves) دماغ، چہرہ، ناک، کان، آنکھوں سے متعلق ہیں۔ جو سب اعصاب (Neurons) گردن کے پٹھوں کے راستے گزرتے ہیں۔ انسان کے ذہنی، اعصابی اور جذباتی توازن کے لئے ضروری ہے کہ ان ہزار ہا اعصابی تاروں کو اچانک گرمی سردی سے بچایا جائے۔ ایک گھنی داڑھی چہرہ پر ان کے لئے قدرتی تحفظ ہے۔ روزانہ داڑھی مونڈھ کر ہم اپنے اس تحفظ کو توڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے بہت سی ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا باعث داڑھی نہ رکھنا ہے۔ ثبوت کے طور پر آپ مقابلتاً اپنے داڑھی والے بھائیوں کی صحتوں کو دیکھیں۔ باوجود اس کے ان کا عام طور پر غریب طبقہ سے تعلق ہوتا ہے، اس لئے حفظان صحت کی تدابیر بھی کم ہی کرتے ہیں لیکن ان کی جسمانی اور روحانی صحت عموماً بہتر ہوتی ہے اور اعصابی طور پر بھی وہ بہت مضبوط ہوتے ہیں۔

دراصل گھنی داڑھی رکھنا انسانی اعصاب کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے آپ کو ان قوموں کا جائزہ لینا چاہیئے جن میں داڑھی رکھنا لازم ہے مثلاً سکھوں کو ہی دیکھیں۔ ہر مشکل سے مشکل کام وہ کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں اپنی سخت کوشی کے لئے مشہور ہیں۔ کیا یہ بات قابل غور نہیں کہ وہ بھی پنجابی ہیں لیکن اسی پنجاب میں انہی کے ساتھ اسی ماحول میں رہنے والے ہندوان کی طرح بہادر اور سخت کوش نہیں ہیں۔ ان دونوں اقوام میں ایک ہی ظاہراً فرق ہے اور وہ یہ کہ ہندو ہمیشہ سے داڑھی مونڈھنے والی قوم ہے جبکہ سکھ داڑھی کا ایک بال بھی کاٹنا حرام سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں بھی وہ قبائل ہیں جن میں داڑھی کا رواج کم نہیں ہوا مثلاً پٹھان اور بلوچ۔ وہ اپنے دوسرے ہموطنوں کی نسبت اعصابی طور پر زیادہ صحت مند اور بہادر شمار ہوتے ہیں۔ ان تمام مشاہدات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ داڑھی دنیا اور دین دونوں

کے لئے فائدہ مند ہے اور وقت اور پیسے کے ضیاع کے علاوہ بھی اس کا نہ دکھنا روحانی اور جسمانی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

------☆------☆------

باب نمبر 8

مونچھیں اوران کی شرعی حیثیت

لمبی مونچھیں نحوست کی علامت ہیں ۔اس لئے اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ لمبی مونچھوں والے کس طرح ان کو بٹ دیتے رہتے ہیں اور مونچھوں کو کھڑا رکھنے کے لئے کیمیکل استعمال کرتے ہیں اوران کی مختلف شکلیں بناتے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبی مونچھیں رکھنے سے سختی سے منع کیا ہے۔آپ کا عموی حکم ہے۔

> اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو۔(راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”دس چیزیں فطرت میں سے ہیں ۔(یعنی پیغمبروں کی سنت ہیں) جن میں مونچھوں کا کترواناا ور داڑھی کا بڑھانا شامل ہے“۔افسوس آج مسلمانوں کی اکثریت کا موجودہ حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بالکل برعکس ہے وہ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹواتے ہیں یعنی مونچھوں والے حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں کلین شیو حضرات سے بھی گئے گذرے ہیں۔

یہ لوگ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ حفظان صحت کے اصولوں کو بھی نظر انداز کرتے ہیں۔سانس کے ساتھ ہوا سے جو گرد و غبار اور جراثیم انکی مونچھوں میں جمع ہوتے رہتے ہیں وہاں سے ناک اور منہ کے راستے وہ آنکھ،گلا اور کانوں کے اندرونی اعضاء پر حملہ آور ہوتے ہیں۔جہاں تک لمبی لمبی مونچھیں رکھنے والے حضرات کی ذہنی حالت کا تعلق ہے ان میں اکثر تو وہ ہیں جو خود نمائی اور نخوت کا شکار ہیں اور اظہار کے طور پر وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے رہتے ہیں۔یہ بات اپنی جگہ بری ہے لیکن

افسوس تو یہ ہے کہ ایسے لوگ یہود و نصاریٰ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بہت سخت ہے۔ فرمایا "جو شخص اپنی مونچھیں نہ کترواۓ وہ ہم میں سے نہیں۔" (ترمذی، نسائی) کیا آپ گوارہ کر سکتے ہیں کہ مسلمان کہلائیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں سے آپ کو نکال دیا جائے۔

8.1 شرعی مونچھوں کی مقدار

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ داڑھی کے ساتھ مونچھیں رکھنا قطعاً منع ہے یا کسی قدر جائز بھی ہے؟ احادیث نبوی سے یہ بات تو بلا شک و شبہ ثابت ہے کہ بڑی بڑی لمبی لمبی مونچھیں رکھنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص داڑھی منڈھواۓ لیکن مونچھیں بڑھاۓ تو وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرکش ہے۔ لیکن داڑھی والوں کی مونچھوں کے متعلق علماء میں مختلف آراء ہیں۔ بعض مونچھوں کو بالکل صاف کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور بعض کی راۓ میں لچک ہے۔ شریعت کی رو سے مناسب تو یہی ہے کہ مونچھیں بڑھنے نہ دی جائیں اور کترتے رہیں۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی بھی صورت میں مونچھوں کے بالوں کی لمبائی چالیس دن کی بڑھوتری سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

> "ہمارے لئے وقت معین کیا گیا ہے مونچھوں کے بال کترانے، ناخن کٹوانے، بغلوں کے بال اکھاڑنے، زیر ناف مونڈھنے کا، یہ کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔" (مسلم شریف)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہیں۔

۱) یہ تو لازمی نہیں کہ مونچھیں بالکل ہی صاف ہوں لیکن لبوں کے اوپر سے بالوں کو کترانا ضروری ہے۔ لمبی مونچھیں نہ صرف مکروہ ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔

۲) لبوں کے بالوں کی زیادہ سے زیادہ لمبائی اتنی جائز ہے جتنا کہ وہ چالیس دن میں بڑھ سکتے ہیں، اس سے زیادہ لمبائی جائز نہیں۔ دیگر بال بھی کاٹتے رہنا چاہیے۔ چالیس دن سے زیادہ کی غفلت جائز نہیں۔ اس دوران ایک نارمل صحت مند آدمی کے بال تقریباً آدھا انچ بڑھتے ہیں۔

۳) بہت لمبی مونچھیں رکھنا قطعاً منع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ "مونچھیں کتواؤ داڑھی رکھو" اس بات کی صاف دلیل ہے۔ بڑی مونچھیں رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی نشانی ہے۔

چالیس دن کی رعایت سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مونچھوں کی بڑھوتری تقریباً آدھا انچ جائز ہو گی۔ بہر حال احتیاط کے پیش نظر قینچی سے ہفتہ وار کترتے رہیں یہ تقویٰ کے قریب تر ہوگا۔

------☆------☆------

باب نمبر 9

داڑھی کی مقدار اور زیبائش

اسلام خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ **اَللّٰهُ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَال** "اللہ تعالیٰ نہایت خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا داڑھی میں بھی یہی اصول ہے کہ یہ خوبصورت ہو جس سے مومن کی شخصیت کا نکھار نکلے۔ داڑھی کی لمبائی پھیلاؤ صفائی اور خط کتوانے کی تفصیلات اسی اصول کے مطابق ہیں۔

داڑھی کس قدر لمبی ہو اس کا جواب بھی ایک سا نہیں۔ اسلام اعتدال اور آسانی کا مذہب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کبھی بھی دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسانی کی طرف جاتے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اعتدال کا بہترین نمونہ تھی آپ کی داڑھی کی سنت بھی اعتدال اور آسانی کے اصولوں پر مبنی ہے۔ حالات، ذاتی پسند اور ناپسند کے مطابق اس میں لچک کی گنجائش ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ اگر کسی نے داڑھی رکھ لی ہے تو اب پیمانہ لے کر اس کی پیمائش کرتا پھرے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داڑھی کو بہت چھوڑا اور نہ بہت چھوٹا کیا بلکہ گنجان تھی اور اس کی لمبائی مٹھی بھر کے قریب تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بہترین داڑھی وہ ہے جو مٹھی بھر لمبی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خط بھی بنواتے تھے اور فالتو بال بھی کتواتے تھے غرض یہ کہ ان کی داڑھیاں ان کے چہروں پر خوبصورت اور متناسب تھیں اور ہمارے لئے بھی یہی اصول مشعلِ راہ ہے یعنی انسان کے چہرے کی بناوٹ کے لحاظ سے داڑھی کو خوبصورت بنایا جائے۔ لیکن بہت چھوٹی اور بہت لمبی داڑھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہوگی۔

آج کل داڑھی کی آڑ میں بے شمار نخوت کے بُت بھی ملتے ہیں جو چہرہ پر عجیب عجیب فیشنی داڑھیاں سجائے پھرتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر زینت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں تو

داڑھی رکھنا یا نہ رکھنا بیکار ہے۔ ثواب چہرہ پر بالوں کے جھنڈ کو نہیں دل کی نیت کو ہے۔ اگر داڑھی کے پیچھے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جذبہ کارفرما ہے تو یقین کیجئے آپ بہت خوش قسمت انسان ہیں۔ چہرہ کا بال بال باعث رحمت ہے اگر ایسا نہیں ہے تو یہ سب بیکار ہے۔

9.1 داڑھی کی مقدار پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال

جیسا کہ کہا گیا کہ داڑھی کی مقدار پر علماء کی رائے میں کسی قدر اختلاف ہے لیکن زیادہ تر اتفاق اسی پر ہے کہ مٹھی بھر ہو۔ مولانا محمد زکریا کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کو طول وعرض میں سے کترواتے تھے لیکن کس قدر؟ اس پر ہمیں آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل آپ ہی کے عمل کا عکس ہے۔ ان کی مطابقت آپ ہی کی مطابقت ہے۔ بخاری شریف میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کترواتے تھے (بخاری شریف)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جو ایک مٹھی سے زائد ہو جائے تو کتروا دینا چاہیے پھر طبری نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا ہی کرتے تھے۔ ابوداؤد شریف میں صحابہ کرام کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے:۔

> ''ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر
> حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر کتروا لیا کرتے تھے''۔(ابوداؤد)

ان تمام احادیث سے یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریباً داڑھی ایک مٹھی بھر تھی۔ بعض اوقات آپ صاحبان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مٹھی سے زیادہ بھی رکھتے تھے۔ مختلف راویوں کے بیانات سے بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے کسی قدر

زائد ثابت ہوتی ہے کہ جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلال فرماتے تھے اور کنگھی سے درست رکھتے تھے۔

جناب مولانا ذکریا صاحب کی ریسرچ کے مطابق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی گنجان تھی کہ آپ کے سینہ مبارک کے اوپر حصہ کو طول وعرض میں بھر لیا تھا۔ اس لئے ان کے مطابق داڑھی کا کاٹنا جبکہ وہ مٹھی بھر سے کم ہو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الآثار میں لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی میں داڑھی کو مٹھی بھر رکھتے ہیں یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

اس لئے ہمارا عمل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنھم کی مطابقت میں ہی ہونا چاہیے تا کہ موت کے بعد ہمارا ساتھ بھی ان مقدس ہستیوں کے ساتھ ہو۔ بے شک جو شخص کسی قوم یا گروہ کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ۝

(حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

9.2 داڑھی اور بالوں کی صفائی اور بناؤ سنگھار

ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی سے محبت کرتا ہے۔" محبوب خدا کا دیا گیا مندرجہ بالا اصول، اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول ہے۔ اس کے مطابق طہارت اور صفائی کے جو ارفع واعلیٰ معیار اسلام نے مقرر کئے ہیں اور جو عملی مثال قائم کی ہے دنیا کا کوئی مذہب یا معاشرت اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام نے صفائی کو مذہب کا لازمی جز قرار دیا ہے جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قابل قبول نہیں۔ سورہ المدثر میں فرمایا **وثیابك فطهر** اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور پلیدی سے دور رہو۔ (سورہ المدثر، آیات 3-4)

یہی اصول داڑھی پر منطبق ہوتا ہے اگر کوئی آدمی داڑھی رکھ کر صفائی کی طرف توجہ نہیں دیتا تو وہ نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی صفائی والی سنت کو توڑتا ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اس کے لئے لازم ہے کہ
انہیں اچھی طرح رکھے"۔(ابو داؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم کی خوب صفائی کرتے، بالوں میں کنگھی کرتے، تیل لگاتے اور من پسند خوشبو کا استعمال فرماتے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطابقت میں یہی طریقہ ہمارے لئے بھی لازم ہے۔چنانچہ کوئی بھی اچھا مسلمان ناپاک ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام جسم کی صفائی، داڑھی اور سر کے بالوں کی مناسب دیکھ بھال، لباس کی ستھرائی اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہیں۔مسلمان کو بارعب، معزز اور باوقار ہونا چاہیے۔اس بات کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل حدیث پاک قابل غور ہے۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص داخل ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال پراگندہ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے بالوں کو ٹھیک کرنے کی ہدایت فرمائی۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تکمیل کی اور اپنے بالوں کو درست کر کے واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا یہ حیثیت اس سے اچھی نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی اس حال میں آئے کہ اس کے بال پراگندہ ہوں گویا یہ شیطان ہے۔"(مؤطا)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:۔"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔"
(ابو داؤد)

شاہ دو جہاں کے ان فرمودات سے داڑھی اور سر کے بالوں کی صفائی اور خوبصورتی کی اہمیت واضح ہے۔

اس لئے اس بارے میں سستی قابل مواخذہ ہوگی۔

9.3 خضاب اور وسمہ کا استعمال

صفائی کے علاوہ آپ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو داڑھی اور سر کے بالوں کے مناسب سنگھار کی بھی تعلیم دی ہے۔مندرجہ ذیل احادیث ان مسائل کو واضح کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''سب سے بہتر بڑھاپا بدلنے والی چیز مہندی اور وسمہ ہے۔''(ترمذی)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ وسمہ، خضاب یا کسی رنگ کا استعمال بالوں کی خوبصورتی کے لئے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا۔رنگ کے انتخاب میں کوئی قید نہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے کالا رنگ بھی استعمال کرتے تھے اور مہندی، وسمہ کا استعمال بھی کرتے تھے۔بعض اوقات زرد رنگ بھی لگاتے تھے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سفید بالوں کو رنگنا ضروری ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض خضاب یا مہندی کا استعمال نہیں بھی کرتے تھے اور ان کے بال آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سفید ہو گئے تھے یعنی داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو رنگنا یا نہ رنگنا اپنی مرضی پر موقوف ہے لیکن یہ بھی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کے تمام بال سفید دیکھے تو آپ نے اسے بالوں کو رنگنے کا مشورہ دیا تھا لیکن رنگ کا انتخاب اس کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔حدیث پاک ہے کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب لگایا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ہی اچھا ہے یہ۔پھر ایک شخص گزرا جس نے مہندی وسمہ کا خضاب کیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ اس سے بھی بہتر ہے۔پھر ایک اور شخص گزرا جس نے زرد رنگ کا خضاب کیا تھا۔آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔''(ابوداؤد)

اسی ضمن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب لگایا۔

جہاں تک ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بال رنگنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک میں صرف چند سفید بال تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کا استعمال نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

9.4 سفید بالوں کا داڑھی سے نکالنا

داڑھی اور سر کے بالوں کے لئے وسمہ، مہندی، خضاب اور رنگ وغیرہ کا استعمال اپنی اپنی پسند پر منحصر ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی یا سر سے سفید بالوں کا اکھاڑ کر نکال دینا ناپسندیدہ تھا اب بھی بعض دفعہ مرد اور عورتیں اپنے سفید بالوں کو اکھاڑ کر نکالتے رہتے ہیں تاکہ زیادہ عمر کے نظر نہ آئیں لیکن یہ غلطی ہے اور اس بارے میں حضرت عمر ابن شعیب رضی اللہ عنہم بالواسطہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

> ''اپنے سفید بالوں کو دور نہ کرو، کیونکہ وہ مسلمانوں کا نور ہیں اور جو شخص مسلمانی میں بوڑھا ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے نیکی لکھتا ہے، بدی دور کرتا ہے اور اس کا رتبہ بلند کرتا ہے۔ (ابو داؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ آدمی کو خواہ مخواہ اپنے بڑھاپے سے نہیں ڈرنا چاہئے اور نہ ہی اسے چھپانے کے لئے الٹے پلٹے جتن کرنا مناسب ہے۔ بڑی عمر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بڑھاپا سراپا حسن وجلال ہے بشرطیکہ ہم ہمیشہ جوان رہنے کی ہوس میں مصنوعی کوششوں سے اس نور کو ضائع نہ کریں۔

-----☆-----☆-----

باب نمبر 10

بالوں کے متعلق عورتوں کیلئے احکام

ہماری اس کتاب کا موضوع مردوں کے لئے داڑھی کی اہمیت ہے اس لئے عورتوں کے بالوں کا مسئلہ یہاں کیوں لایا جارہا ہے؟ اگر مسئلہ صرف پسند یا ناپسند یا فیشن کا ہوتا تو ہم اس موضوع کو ہرگز نہ چھیڑتے لیکن یقین جانیئے کہ معاملہ بہت نازک ہے۔ اس لئے اپنی بہنوں کی خاطر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کا یہاں ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ بھائیوں سے گذارش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی نسبت کے واسطے ان احکامات کو اپنی عورتوں تک پہنچائیں۔

10.1 عورتوں کا بال کٹوانا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت

مغربی یہود اور عیسائی اقوام کی تقلید میں کچھ عرصہ سے ہماری بہنوں میں بھی بال کٹوانے کا رواج عام ہو رہا ہے اور اس مقصد کے لئے بڑے شہروں میں بے شمار ہیئر ڈریسر سیلون کھل گئے ہیں اور نئے نئے کھلتے جاتے رہے ہیں۔ وہ زلفیں جن کی تعریف میں شعراء رطب اللسان تھے اور جو نسوانی حسن کی پہچان تھی اب انہی کو قینچی کی نوک پر چڑھایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس پر خرچہ بھی کافی اٹھتا ہے لیکن پھر بھی بیگمات میں بال کٹوانے کا رواج کسی متعدی بیماری کی طرح بڑھ رہا ہے۔ کوئی نہیں سوچتا کہ یہ رواج نہیں بلکہ اس میں عورتوں کی تباہی ہے۔ وقت اور پیسہ کی بربادی اپنی جگہ اس میں تو ان کی روحانی موت ہے۔ اگر وہ بال مردوں سے کٹواتی ہیں تو پھر تو یہ سراسر حرام ہے۔ غیر محرموں کے ہاتھ ان کی زلفوں میں ہوں ایسا گناہ ہے جس پر بال کاٹنے والے اور کٹوانے والی دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

ہماری بیٹیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ان کا بالوں کا کٹوانا اور فضول خرچی کرنا دونوں ہی قابل نفرت فعل ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ قوم کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بجائے یہود ونصرانی عورتوں کی تقلید کر کے اپنی آخرت تباہ کر رہی ہیں۔

خواتین کے بال کٹوانے کی قبیح رسم کے متعلق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل احکامات مسلمان خواتین کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونے چاہیے۔

> حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو سر کے بال کٹوانے سے منع فرمایا"۔(نسائی)

یاد رکھیئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی کام سے منع فرمانا ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "سر کے بال کٹوانے والی عورتوں پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی رہتی ہے"۔کیا آپ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی متحمل ہو سکتی ہیں؟

10.2 جھوٹے بال لگانا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت

بال کٹوانے کے علاوہ دوسری قبیح رسم جو فلمی ستاروں کی دیکھا دیکھی معزز خواتین میں بڑھ رہی ہے کہ وہ سر کے بالوں کی جگہ جھوٹے بال یعنی جھوڑا وغیرہ لگانا ہے۔حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر نہ صرف ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ "ایسی عورتوں پر خالق کائنات لعنت بھیجتا ہے"۔اگر دل میں ایمان کی رمق باقی ہو تو مندرجہ ذیل حدیث کے بعد ایسی غلطی کی ہمت نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ:

> "اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ان عورتوں پر جو اپنے بالوں میں دوسری کے بال ملانے والی ہیں اور دوسرے کے بالوں میں اپنے ملانے والی ہیں اور ان عورتوں

پر جو جسم کو گدنے والی اور گدوانے والی ہیں" (بخاری و مسلم)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہیں۔

۱) عورتوں کا سر کے بال کتوانا نہ صرف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے بلکہ ان پر رب کائنات کی لعنت ہے۔

۲) جو خواتین بال کتوا کر یا ویسے ہی مصنوعی بال لگاتی ہیں یا فیشن کے طور پر وگ پہنتی ہیں ان پر بھی خدائے بزرگ و برتر لعنت کرتا ہے۔

۳) وہ عورتیں جو اپنے جسم گدواتی ہیں جس میں آج کی پلاسٹک سرجری وغیرہ بھی شامل ہوگی، ان پر بھی خالق کائنات لعنت بھیجتے ہیں۔

دراصل اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو مصنوعی طریقوں سے بدلنا اس کے نزدیک بڑی ناپسندیدہ بات ہے۔ اے عزیز بہنو! آخرت کا تصور کریں جن پر اللہ کی لعنت ہو رہی ہے ان کو وہاں کیا ملے گا۔ کیا محض فیشن کی خاطر آپ اس انجام کے لئے تیار ہیں، اگر یہ فیشن خوبصورتی کی خاطر کیا جا رہا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ سچ وہی ہے جو ہزاروں سالوں سے شعراء اور ادب کہتے آرہے ہیں کہ دراز زلفوں میں عورت کا حسن ہے اور دل کے سکون میں خوبصورتی ہے۔

10.3 عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے کی نقل کرنا باعث لعنت ہے

جس طرح خواتین کا بال کتوانا اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث لعنت ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا مردوں کی نقل میں اپنی شکل اور وضع قطع کو بدلنا بھی ایک قبیح فعل ہے۔ اسلام میں یہ حرام ہے کہ مرد عورتوں اور عورتیں مردوں کا سا حلیہ بنائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کی شکل بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنائیں لعنت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ انہیں

گھروں سے نکال دو۔" (بخاری)

کس قدر سخت سزا ہے کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کے بعد دنیا جہاں میں عافیت کی کوئی جگہ باقی رہ جاتی ہے؟

> حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
> "جو مرد عورتوں کی شکل بناتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی نقل کرتی ہیں ان پر
> خالق کائنات نے لعنت فرمائی ہے۔" (بخاری و مسلم)

اگر کسی کے سینے میں رتی بھر ایمان ہے تو خالق کائنات کی لعنت کا خیال اس کے دل کو پاش پاش کرنے کے لئے کافی ہوگا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج کل بعض ماں باپ جب خود ہی اپنے بچوں کو تباہی کے ان راستوں پر چلا رہے ہیں تو روکے کون؟ بعض نوجوان لڑکے لڑکیوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھتے ہیں۔ دوسری طرف لڑکیاں ہیں جو لڑکوں کی طرح بال بنانا شروع ہو گئیں ہیں اور انہی کے سے کپڑے پہننے لگی ہیں۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب طریقے لعنتی لوگوں کے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہیں اور سوسائٹی کو تباہ برباد کرنے کے لئے کافی ہیں۔

یہ طریقے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ مسلمان والدین پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ان تباہ کن طریقوں سے بچائیں۔ وہ جن کی خوشی اور آرام کے لئے دن بھر کوشاں ہیں ان پھولوں کو وہ اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچائیں۔ وہ گھرانے جہاں بیگمات بال کٹواتی ہیں اور بچیاں ماہی منڈا ہیں اور لڑکے لڑکیوں سا فیشن کرتے ہیں وہ خبردار ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ اگر رحمٰن ہے تو قہار بھی ہے اور جبار بھی۔ اس کی پکڑ زبردست پکڑ ہے لیکن وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اغفار بھی ہے۔ جلد سے جلد معافی مانگ کر پھر اپنی اپنی فطرت پر آجائیں ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔

ان تمام بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے رب کی ناراضگی سے ڈریں اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت سے بچیں اور موت سے پہلے توبہ کر لیں۔ یہی وقت ہے۔ آیئے خدارا اپنے گھر والوں

کو آگ سے بچائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت سے نکلیں ورنہ آپ خود بھی ان کے پیچھے پیچھے اسی آگ میں بھسم ہو جائیں گے۔

10.4 خوبصورت کون؟

دراصل ڈاڑھی کتوانے یا کلین شیو کا رواج، عورتوں کا سر کے بال کترانے، مردوں کا عورتوں کے فیشن اپنانے اور عورتوں کا مردوں جیسا بننے کی خواہش کے پیچھے خوبصورت لگنے کا جذبہ ہے آیئے دیکھیں کہ حقیقی خوبصورتی نقالی میں ہے یا فطرت میں۔ جہاں تک یہ سوال کہ خوبصورتی کیا ہے، اس کا جواب بھی ایک سا نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمال چہرے کے حسن سے زیادہ ذہنی سکون، صحت سوچ، ماحول اور رواج پر منحصر ہے۔ جسے ایک شخص خوبصورت سمجھتا ہے عین ممکن ہے کہ وہی چیز کسی دوسرے کے نزدیک بدصورت ہو۔ آج جسے آپ خوبصورت سمجھتے ہیں، ہو سکتا ہے کل آپ کے نزدیک وہی ہستی بدصورت ترین ہو۔ دراصل حسن کے سب معیار تخیلاتی ہیں جن کا انحصار آپ کی ذہنی حالت، بناؤ سنگھار کے طریقوں، عادات، ماحول، رواج اور پراپیگنڈہ پر ہے۔ اصل حسن فطرت کے نور میں ہے۔

اگر حسن کا کوئی قدرتی پیمانہ ہو سکتا ہے تو وہ صرف عمدہ صحت اور ایک پرسکون دل ہے اور جس دل میں سکون ہے اس کے چہرے پر بھی نور ٹپکتا ہے۔ جو اندر سے خوبصورت ہے، وہی باہر سے خوبصورت ہو گا لہٰذا باطن کو خوبصورت بناؤ، ظاہر خود بخود دلکش ہو جائے گا۔

10.5 دل کا اطمینان کہاں ملے گا؟

اگرچہ آدمی کی تمام کوششوں کا مقصود دل کا اطمینان ہی ہوتا ہے لیکن بہت کم ہیں جنہیں دل کا سکون حاصل ہے۔ اکثریت کے نفوس بےسکونی کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔ بعض بےوقوف تو شیطان کے پیچھے اس بھول میں پڑے ہیں کہ سکون، دولت اور شہرت میں ہے لیکن اس طرح وہ ایک ایسے نہ ختم ہونے والے چکر میں پھنس جاتے ہیں جہاں سکون تو نہیں ملتا لیکن وہ خود ختم ہو جاتے ہیں۔

دراصل دولت اور شہرت میں سکون کی جھلک ٹی وی سکرین پر ایک خوبصورت تصویر کی مانند ہے جس کا کوئی جسم ہے نہ روح۔ نہ اسے چھو سکتے ہیں، نہ پا سکتے ہیں محض دیکھ سکتے ہیں۔ دولت کے بھی ڈھیروں کے ڈھیر سمیٹتے جایئے لیکن حرص کم نہیں ہوگی۔ اخباروں میں روزانہ نام آئے پھر بھی شہرت کی ہوس سیر نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ **"جب تک دل غنی نہیں ہوتا، آدمی غریب ہی رہتا ہے"**۔ دولت اور شہرت کے اژدھے آخر کار انہی کو کھا جاتے ہیں جو انہیں پالتے ہیں۔

دولت اور شہرت کی مثال آگ کی طرح ہے جو گرم بھی ہے اور روشن بھی۔ جب تک دور دور رہے یہ بھلی معلوم ہوتی ہے اور کارآمد بھی ہے جو اس کے قریب ہوا وہ گرمی سے تڑپا ہے۔ جو بہت قریب گیا جل کر راکھ ہوگیا۔ دراصل اس آگ کی تپش وہی جانتے ہیں جو اس کے اندر سلگ رہے ہیں۔ ذہنی کش مکش سے ان کے دانت باہر نکلے آ رہے ہیں لیکن باہر دیکھنے والے چونکہ ان کی چیخ و پکار نہیں سن سکتے، سمجھتے ہیں کہ آگ والے لذت رہے ہیں۔

10.6 سکون کہاں ہے؟

سکون میں ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ انسان اسے وہاں ڈھونڈتا ہے جہاں وہ پایا ہی نہیں جاتا۔ بالکل ایسے ہی جیسے صحرائے اعظم میں کوئی آدمی پھولوں کو تلاش کرتا پھرے۔ افسوس کہ آدمی نہیں سمجھتا کہ سکون سونے کی کان یا اخبارات کے صفحات میں نہیں بلکہ یہ تو اپنے خالق کے ساتھ تعلق جوڑنے کا انعام ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا جو نسخہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ **"دلوں کا سکون یادِ الٰہی میں ہے۔"**

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **"جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے اور جو شخص ذکر الٰہی نہیں کرتا وہ زندہ اور مردہ کی مانند ہے"۔ ذکر والوں کا دل زندہ ہے اور وہ مسرور ہیں۔ ان کے برعکس جن کے دلوں میں دولت اور شہرت کی ہوس بھر گئی ہے وہ مردہ دل ہیں۔**

سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ کا ذکر انسان کو سب فکروں سے نجات دلاتا ہے۔ اس کا خوف باقی سب خوف دلوں

سے نکال دیتا ہے اس کی تابعداری باقی سب زبردستوں کی تابعداری سے آزادی بخشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ہزاروں دوسری غلامیوں سے نجات دلاتی ہے۔ دل کی یہی آزادی سکون کا باعث ہے اس کے لئے ایک ہی شرط ہے کہ انسان اپنے دل سے دولت شہرت، رنگ و نسل کے بتوں کو توڑ کر باہر پھینک دے اور اسے اپنے رب کے لئے خالی کر دے۔ جب دل کا گھر ان بتوں سے پاک ہو جاتا ہے تو خود بخود نور خداوندی کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں۔

قُولُو لَا اِلٰہَ اللّٰہ تُفلِحُوہ

جیسے جیسے انسان کا تعلق اپنے رب سے بڑھتا ہے ویسے ویسے ہی اس کے نور کی ترسیل بھی اس کے دل میں بڑھتی جاتی ہے۔ مثال اس کی گھر میں رکھے ہوئے ریڈیو سیٹ کی سی ہے۔ اگرچہ برقی مقناطیسی شعائیں (Electromagnetic Radiations) ہر آن ریڈیو کے اندر باہر پائی جاتی ہیں لیکن جب تک آپ اس کو کسی ریڈیو اسٹیشن پر مرتکز (Tune) نہیں کرتے اس وقت تک یہ کسی کام کا نہیں۔ اللہ کا نور حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف توجہ لگانا پڑتی ہے۔ یہ تعلق کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اس کا راستا ایک اور محض ایک ہی ہے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل کر ہی ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں یعنی آپ سے تعلق اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا اور دنیا اور آخرت کا سکون حاصل کر لیا۔

لَا خوفٌ عیہم ولا ھم یحزنون O

دعا

دعا تقدیر کو ٹال سکتی ہے اس لئے کہ دعا اس سے ہے جو تقدیر کا مالک ہے۔ اگر وہ چاہے تو آئی ہوئی موت کو بھی ٹال سکتا ہے۔ اس لئے دل کے اطمینان اور پریشانیوں سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کرنا چاہیے۔ دراصل دعا بہترین اسباب میں ایک سبب ہے، کوششوں میں سے بہترین کوشش ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر موقع پر دعائیں کیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگو اور شرم نہ کرو" ۔دل کھول کر زیادہ سے زیادہ دعا مانگو۔ وہ ایسا سخی ہے جس کی سخاوت بے انتہا ہے، ایسا مہربان ہے جس کی مہربانی کا کنارہ نہیں۔ سمیع وبصیر ہے۔ وہ دعائیں سنتا ہے اور دعا کرنے والے کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور پسند فرماتا ہے کہ اس سے دعا کی جائے تو آیئے دعا کریں اپنے اسلامی تشخص کے لئے، دنیا و آخرت میں عزت کے لئے، خوف وغم سے نجات کیلئے دلوں کی خوشی کیلئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے لئے اور رب کائنات کی قربت کے لئے! آیئے ہاتھ اٹھایئے۔

اے اللہ ہمیں صراطِ مستقیم عطا فرما، زندگی کا سفر آسان فرما اور ہمارے جیسے بھی اعمال ہوں انہیں قبول فرما۔

نفسِ مطمئنہ عطا کر دے اور ہمارا حشر اپنے خصوصی بندوں کے ساتھ فرمانا جو آپ سے راضی اور آپ ان سے راضی۔

اے اللہ وہ جو گمراہ ہیں انہیں بھی سیدھا راستہ دکھا، جو جہنم کی طرف بڑھ رہے ہیں انہیں جہنم کی آگ سے بچا۔

ہمیں ہر چیز کے شر سے محفوظ رکھنا و تباہی سے بچانا۔ اے اللہ اسلام کے نور سے دنیا کو منور فرما دے۔ اے مسبب الاسباب اسکا ذریعہ تو ہمیں ہی بنا لے۔

آمین اے رب العالمین

اللّٰھم صلی علیٰ محمد وآلہ واصحابہ وبارك وسلّم

(اگر آپ اپنی دعاؤں میں اس کتاب کے مصنف سلطان بشیر محمود اور اس کے والدین کو یاد رکھیں گے تو بڑا احسان ہوگا)